[illegible] اس کے امراء کے کسی بچے بھی نہ بچتے تھے۔ بابر لکھتا ہے کہ یہ رواج اس کے زمانہ میں اس وجہ عام ہو گیا کہ ہر شخص اس کو فیشن سمجھ کر کرتا تھا۔ اس کے دربار میں کبھی علانیہ فواحش کا بھی اجرا ہوتا تھا۔ حضرت خواجہ سے اس کو سوءِ ظن تھا۔ سلطان محمود کے نام حضرت خواجہ کا ایک خط موجود ہے جس کا طرز تحریر عجیب شان کا ہے۔ اس کا بھائی سلطان احمد مرزا سمرقند کا بادشاہ تھا جس کے ملک پر چڑھائی کرنے کے ارادہ سے اس نے فوج کشی کی حضرت خواجہ اس کو ان الفاظ میں منع فرماتے ہیں:

بعد از رفع نیاز عرضداشت این فقیر بملازمان حضرت مخدوم زادهٔ خود آن کہ........ قصد سمرقند از خدمت شما مناسب نمی نماید .... تیغ بر روئے خود کشیدن چہ مناسب..... بسخن مردم قصد این ولایت کردن و سخن فقیر قبول نہ کردن عجب می نماید .... در سمرقند عزیز بسیار اند، فقراء بسیار اند، صلحاء بسیار اند۔ ایشان را بیش ازیں بہ تنگ آوردن مناسب نیست مبادا کہ دلے درد تا دل دردمند چہ کند...... ملتمس این فقیر کہ خدمت بے غرض است خالصةً لوجہ سبحانہٗ قبول کنید۔

.... بعد سلام کے معلوم ہو کہ تم کو سمرقند پر چڑھائی کرنا کسی طرح زیبا نہیں ہے........ اپنے بھائی پر تلوار اٹھانا کسی طرح مناسب نہیں .... لوگوں کے اکسانے اور ورغلانے پر اس ملک پر فوج کشی کرنا اور ان کے مقابلہ میں اس فقیر کی بات قبول نہ کرنا کیا تم کو اچھا معلوم ہوتا ہے .... سمرقند میں ابرار، فقراء اور صلحاء بکثرت ہیں ان کو اب اس سے زائد پریشان کرنا مناسب نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کسی کا دل دکھ جائے اور اس کو ٹھیس پہنچے اور اس حالت میں وہ کیا کر بیٹھے۔ لہٰذا اس فقیر کی عرض جو بے غرض ہے اور خالصاً لوجہ اللہ ہے قبول کی جائے۔

ع [illegible] اندر آمد مقبلاں [illegible]

اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

ان چند واقعات سے ناظرین نے حضرت خواجہ کی ملکی و ملی خدمات کا اندازہ کرلیا ہوگا۔ حضرت نے رعایا کو بادشاہوں کے ظلم سے بچانے کی اہم ترین خدمت اپنے سر لے لی تھی۔ بارہا فرمایا کرتے تھے کہ میرے سپرد یہ کام کیا گیا ہے کہ شاہانِ وقت کو ان بے جا حرکات سے باز رکھوں جن کی وجہ سے خلقِ خدا کو تکلیف پہنچتی ہے۔

"مقاماتِ عالیہ" میں آپ کا مقولہ بایں الفاظ درج ہے :

مارا کارے دیگر فرمودہ اند کہ مسلماناں را از مشرِ ظلمہ نگاہ داریم بواسطۂ ایں بامعنی با پادشاہاں بایست اختلاط کردن و نفوسِ ایشاں را مسخر گردانیدن وبتوسطِ ایں عمل مقصود مسلمین را برآوردن۔	مجھ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ بادشاہوں سے میل و مراسم رکھوں اور ان کے قلوب کو مسخر کروں اور اس عمل کے ذریعہ مسلمانوں کو ان کے ظلم و ستم سے بچاؤں اور ان کی حاجت برآری کروں۔

(باقی آئندہ)

ایک ضروری اعلان

رسالہ برھان کے منی آرڈر، ادارہ ندوۃ المصنفین کے منی آرڈر اور مکتبہ برھان کے منی آرڈر اور رجسٹریاں وغیرہ وغیرہ منیجر رسالہ برھان یا محض عمید الرحمٰن عثمانی کے نام بھیجیں۔ کسی اور کے ذاتی نام پر نہ بھیجیے۔

عمید الرحمٰن عثمانی

ابو حیّان التوحیدی
حیات اور تصنیفات
(۲)

جناب بدرالدین بٹ لیکچرار شعبۂ عربی و اسلامیات اسلامیہ کالج سری نگر کشمیر

تصنیفات

توحیدی کے ترجمہ نگاروں نے ان کی تصانیف کی فہرست دی ہے مگر ابھی تک صرف چند کتابیں ہی زیورِ طبع سے آراستہ ہو سکی ہیں۔ اس مضمون میں ہم تفصیلاً صرف مطبوعہ تصانیف کے بارے میں ہی گفتگو کریں گے۔

الامتاع والمؤانسہ

یہ کتاب تین جلدوں میں ہے اس کی وجہ تالیف یہ ہے کہ توحیدی کے ایک محسن ابوالوفا (جنھوں نے توحیدی کو وزیر ابن سعدان کے مصاحب شب بنانے میں اہم رول ادا کیا) نے توحیدی سے یہ فرمائش کی کہ وزیر ابن سعدان کے ساتھ شبینہ محفلوں میں جو گفتگو اور بحث و تمحیص ہوئی اس کی تفصیل ابوالوفا کو ملے۔ گو پہلے پہل توحیدی کو یہ معلومات فراہم کرنے میں تردد تھا مگر ابو الوفا کے تحکم آمیز اصرار کے سامنے بے بس ہو گئے۔ توحیدی نے اس ساری بحث و تمحیص، سوال و جواب اور لطائف و مذاق

کی باتوں کو، جو ابنِ سعدان کی شبینہ محفلوں میں واقع ہوگئی تھیں، کتاب کی شکل دیدی۔ یہ گفتگو اور بحث وتحیص زبان وادب، فلسفہ ومذہب، ادب وشاعری، اقوام وملل اور معاصر ادبی وعلمی شخصیات پر توحیدی کی آراء پر مشتمل تھی۔ القفطی نے اس کتاب کی بہت تعریفیں کی ہیں اور لکھا ہے کہ یہ کتاب حقائق سے پُر ہے اور ابو حیان نے علم کی میں غوطہ لگایا ہے۔ ایک اور نقاد نے لکھا ہے کہ کتاب کا حصہ اول تصوف پر مشتمل ہے۔ دوسرے حصہ میں توحیدی بحیثیت محدّث نظر آتے ہیں اور تیسرے حصہ میں ایک بھکاری بن جاتے ہیں۔[۳۱]

ہم دیکھتے ہیں کہ توحیدی نے اس کتاب کے مندرجات کو راتوں میں تقسیم کیا ہے۔ اور یہ ساری گفتگو سوال وجواب کی صورت میں درج ہے۔ موضوع ابن سعدان چھیڑتے تھے۔ توحیدی اس کا جواب دیتے۔ گفتگو کے آخر میں ابن سعدان کہتے: انَّ اللّیلَ قد دنیٰ من فجرہ ھات ملحۃ الوداع۔ یہ "مِلحۃُ الوِداع" توحیدی کسی مذاق کی شکل میں یا لطیفہ کی صورت میں پیش کرتے۔ ایک رات وزیر نے کہا: ھات الملحۃ الوداع حتی نفترق منھا۔ ثم ناخذ لیلۃ اخری فی شجون الحدیث۔ تو توحیدی نے یہ لطیفہ پیش کیا: حدثنا ابن سیف الراویہ۔ قال رأیت جحظۃ قد دعا بنّاءً لیبنی لہ حائطاً محضر، فلمّا امسی اقتضی البنّاء الاجرۃ۔ فتماسکا وذالک انّ الرجل طلب عشرین درھمًا، فقال جحظۃ، اِنّما فعلت یاھذا انصف یوم وتطلبت عشرین درھمًا؟ قال: انت لاتدری۔ انّی بنیت لک حائطاً یبقی ماۃ سنۃ فبینما ھما کذلک وجب الحائط وسقط۔ فقال جحظۃ: ھذا اعلمک الحسن؟ قال: فاردت ان یبقی الف سنۃ؟ قال لا: ولکن کان یبقی الی ان تتوفی اجرتک۔[۳۲]

ابن سعدان توحیدی سے معاصر سیاسی اور علمی شخصیات ابن عباد، ابن العمید،

ابوسلیمان المنطق، مسکویہ وغیرہ کے بارے میں استفسار کرتے ہیں۔ توحیدی ان شخصیات کے بارے میں اپنے خیالات کو پیش کرتے ہیں۔ ابوسلیمان المنطقی کے بارے میں توحیدی یوں اظہار خیال کرتے ہیں:

"اما شیخنا ابوسلیمان ادقهم نظرًا، واتعرهم غوصًا واصفاهم فکرًا واظفرهم بالدرر، والوقفهم على الغرر مع تقطع فی العبارة وقلة النظر فی الکتب فرط استبداد بالخاطر وحسن استنباط للعویص وجرءة علی تفسیر وبخل بما عنده من هذا الکنز۔"[۳۳]

مشہور مورخ مسکویہ کے بارے میں کہتے ہیں:

فهو فقیر بین اغنیاء وغبی بین انبیاء لانه شاذ فهو ذکی حسن الشعر نقی اللفظ .... وان بقی نفساه یتوسط هذا الحدیث، وما اری ذلک مع کلفه بالکیمیاء وانفاق زمانه وکد بدنه وقلبه فی خدمت السلطان، واحتراقه فی البخل بالدانق والقیراط والکسرة والخرقة۔[۳۴]

ابن سعدان نے جب ابن عباد اور ابوالوفار کے بارے میں جاننا چاہا تو توحیدی ابوالوفار کی بے حد تعریف کرتے ہیں اور صاحب بن عباد سے وابستہ ساری سرگذشت سناتے ہیں اور ابن عباد کی تنقید کرتے ہیں۔[۳۵]

ایک شب اقوامِ عالم پر گفتگو چلی تو توحیدی نے اپنے مافی الضمیر کو ابن سعدان کے سامنے یوں پیش کیا:

الامم عند العلماء اربع: الروم والعرب وفارس والهند، ثلاث من هؤلاء عجم وصعب ان یقال: العرب وحدها افضل من هؤلاء الثلاثة۔[۳۶]

کئی راتوں میں مذہب اور اس کے متعلقات پر گفتگو چلی تو توحیدی نے ابوسلیمان

منطق کی زبانی اپنے خیالات کا ایسے اظہار کیا:

ان الدین موضوع علی القبول والتسلیم والمبالغۃ فی التعلیم ولیس فیہ "لِمَ" "لا" "وکیف" الا بقدر ما یؤکدہ اصلہ ویشدّ اساسہ"[۳۲]

ایک رات کوئی سیاسی مسئلہ زیر بحث تھا۔ توحیدی حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے اس قول سے اپنی پوزیشن واضح کرتے ہیں:

قیل لعمر بن عبد العزیز: ما تقول فی علیّ وعثمان وفی حرب الجمل والصفین؟ تلک دماءٌ کفّ اللہ یدی عنہا۔ فانا اکرہ ان اغمس لسانی فیہا[۳۳]

اخوان الصفا ہر زمانے میں موضوع بحث وتحیص رہے ہیں۔ ان لوگوں نے مختلف موضوعات پر پچاس رسالے لکھے، ان رسالوں کو مصنف کا نام دئے بغیر لوگوں میں مفت تقسیم کیا۔ بہت سارے مورخوں کے لئے یہ لوگ معمہ بنے رہے۔ "الامتاع" میں توحیدی نے ان کے نظریات کا تفصیلی اور تنقیدی جائزہ لیا ہے[۳۴]۔ قفطی نے اس بنا پر توحیدی کی تعریف کی ہے اور اپنی گرانقدر تالیف "تاریخ الحکماء" میں توحیدی کے خیالات کو بے کم وکاست جگہ دی ہے۔

اس کتاب میں اتنے موضوع زیر بحث آئے ہیں کہ اس کی تبویب ہو ہی نہیں سکتی تھی کیونکہ ایک ہی رات میں کئی کئی مسئلے زیر بحث آتے تھے۔ اور توحیدی نے اس کو راتوں کے حساب سے لکھا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے اس زمانے کے علمی، ادبی اور عقلی رجحانات کا پتہ چلتا ہے اور توحیدی کے علم وفضل اور ادب وانشاء کی داد دئے بغیر نہیں رہا جاسکتا۔ "الامتاع" کو احمد امین اور احمد زین نے ایڈٹ کرکے قاہرہ سے تین جلدوں میں شائع کیا ہے۔

الصداقۃ والصدیق:

جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ کتاب دوستی اور دوست کے موضوع پر

لکھی گئی ہے۔ اس کی وجہ تالیف یہ ہوئی کہ ایک دفعہ اس کے کچھ حصے توحیدی نے ایک دوست زید بن رفاعہ کو دکھائے یہ زید کو پسند آئے اور انھوں نے ان کو وزیر ابن سعدان کو سنایا۔ ان دنوں ابن سعدان وزیر نہیں ہوئے تھے۔ جب کئی سال بعد ابن سعدان وزیر ہوئے تو توحیدی نے اس کو مکمل کر کے ان کی خدمت میں پیش کیا۔[۴۰]

دوستی پر یہ رسالہ احادیثِ رسولؐ، اقوالِ صحابہ اور قدیم اور توحیدی کی معاصر علمی شخصیات کے اقوال زریں پر مشتمل ہے۔ توحیدی نے اس کتاب میں حقیقی دوستی، اس کے اسباب، مبنی بر مفاد دوستی اور بے خلوص دوستی پر کھل کر بحث کی ہے۔ توحیدی نے اس کتاب میں لوگوں کے خطوط کے اقتباسات بھی دیئے ہیں تاکہ دوستی پر تفصیلی روشنی پڑے۔ میری معلومات کی حد تک یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک منفرد تالیف ہے جس میں اصلی دوستی اور اس کے محرکات پر بحث ہے اور ان اسباب پر بھی گفتگو ملتی ہے جن سے اخلاص اور محبت اور مودّت کی جڑیں کٹ جاتی ہیں۔ یہ کتاب پہلی بار ۱۳۰۱ھ میں قسطنطنیہ سے شائع ہوئی ہے۔ کتاب میں درج چند علماء کے اقوال پیش کیے جاتے ہیں:

العَسجدی: دوستی ایک مفروضہ ہے۔ قابلِ اعتماد افراد بالکل عنقا ہیں اور وفاداری ایک ایسا لفظ ہے جس کے کوئی معنی ہی نہیں ہیں۔[۴۱]

ابوسعید السیرافی: جب میرے کسی دوست کا انتقال ہوتا ہے تو اس وقت مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میرا کوئی عضو کٹ جاتا ہے۔[۴۲]

ایک اور مفکر نے دوست کی تعریف یوں کی ہے: من یطعمنی اذا جعت ویکسونی اذا عریت، ویحملنی اذا کللت ولیغفرلی اذا ذللتُ۔

ایک خط کا اقتباس: کان اخوان الثقة کثیرًا فأنت اولهم، وان کانوا قلیلاً فأنت اوثقهم، وان کانوا واحدًا فأنت هو۔[۴۳]

عباسی خلیفہ مطیع کے خط کا ایک اقتباس: صدیقك صدیقك وصدیق صدیقك
وعدوك عدوك وصدیق عدوك عدوك وعدو صدیقك عدوك
وعدو عدوك صدیقك [۴۴]

رسالہ فی العلوم:

یہ ایک بہت ہی مختصر رسالہ ہے جو سنت، فقہ، نحو، نجوم، فلکیات، عروض البلاغت اورمابعد الطبعیات کی تعریف وتشریح پر مشتمل ہے اور کتاب الصداقہ والصدیق کے ساتھ ہی قسطنطنیہ سے شائع ہوا ہے۔

البصائر والذخائر:

یہ کتاب توحیدی کی طویل محنت ومشقت کا نتیجہ ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے جاحظ کے اسلوب کی پیروی کی ہے جو ابوحیان کا پسندیدہ اسلوب تھا۔ جاحظ کے بارے میں ان کا مشہور قول ہے کہ وہ روح عالم تھے اور ان کی کتابیں لعل وجواہر سے کم نہیں۔

یاقوت الحموی کے بقول "البصائر والذخائر" دس جلدوں پر مشتمل تھی، ہر جلد کا ایک ابتدائیہ اور اختتامیہ تھا۔ اور یہ توحیدی کی پندرہ سالہ محنت ومطالعہ کا نتیجہ ہے، ۳۵۰ھ میں یہ کتاب شروع کی گئی اور ۳۶۵ھ میں مکمل ہوئی۔[۴۵]

یہ علم وادب کی بدقسمتی ہے کہ ابھی تک اس کتاب کی صرف پہلی دو جلدیں ہی زیور طباعت سے آراستہ ہوئی ہیں جن کو ڈاکٹر ابراہیم کیلانی نے ۱۹۶۴ء میں شائع کیا جبکہ اس سے قبل ڈاکٹر احمد امین اور احمد السقر نے ۱۹۵۳ء میں اس کی پہلی جلد قاہرہ سے شائع کی تھی۔ باقی جلدوں کے مخطوطات قسطنطنیہ اور کیمبرج یونیورسٹی کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے ابوحیان کی وسعت علمی، تجربات اور معلومات کا پتہ چلتا ہے۔ خود ابوحیان کی نگاہ میں اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ ان کے ان

الفاظ سے لگایا جاسکتا ہے : وقد انشأت هذا الكتاب على رواية واصلحته لانه ثمرة العمر والزبد الايام ود ديعة التجارب .... ولا عليك ان تستقصر النظر فی جمیع ماحوی هذا الکتاب لانه کبستان تجمع الوان الزهر وکبحر یضم اصناف الدرر وکالدهر الذی یأتی بعجائب العبر[۴۶]

اس کتاب میں ابوحیان کے ادب پارے ، مذاق ولطائف ، شاعری ، ضرب الامثال بذلہ سنجیاں ، احادیثِ رسولؐ ، اقوالِ صحابہ ، بادشاہوں ، صوفیاء ، نحویوں ، زبان دانوں کے مقولے ، آیات قرآنی کی تفسیر ، تاریخ ہائے وفات ، اخلاقی پند ونصائح ، تاریخی واقعات ، سخاوت کے قصے ، ناموں کی تصحیح ، مجد وشرافت کے واقعات وغیرہ جمع کر دئے ہیں ۔ جیسا کہ عرض کیا جاچکا ہے کہ طرزِ جاحظ پر لکھی گئی یہ کتاب کسی تبویب کے بغیر ہی ہے ۔ بلکہ اس میں سب چیزیں یکے بعد دیگرے سامنے آتی ہیں ۔ جاحظ اور ابوحیان دونوں کا خیال تھا کہ اگر قاری ایک ہی موضوع پر پڑھتا رہے تو اس کی طبیعت اوب جاتی ہے اور وہ تکان محسوس کرتا ہے اور پھر اسے کوئی چیز یاد بھی نہیں رہتی ۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ سنجیدہ بحث کے دوران کوئی مذاق کی بات یا لطیفہ پیش کیا جائے تاکہ اس کا دماغ راحت محسوس کرے اور اس کی دلچسپی برقرار رہے[۴۷]

جیسا کہ عرض کیا گیا ہے کہ ابوحیان نے اس کتاب میں احادیث رسولؐ کو جگہ دی ہے جو مختلف موضوعات سے تعلق رکھتی ہیں ۔ تبرکاً یہ حدیث لیجئے : لا مال اعود من العقل ولا وحدة اوحش من العجب ولا عقل کالتدبیر ولا کرم کالتقوى ولا قرین کحسن الخلق ولا میراث کالادب ولا تجارة کالعمل الصالح ولا علم کالتفکر کالداء الفرائض[۴۸]

جابجا اشعار بھی مناسب موقعوں پر موتیوں کی طرح پرو دئے ہیں :

حسبی بقلبی شاهداً فی الهوى والقلب اعدل شاهد يستشهد

ان کنت احمد فی المال فاننی — لی صدق ودی الوفاء لا وحدہ

صوفیاء کے سردار حسن بصری کا یہ قول بھی کتاب میں درج ہے:

اعمل کانک میت غداً — ولا تجمع کانک تعیش ابدا

قارئین کی دلچسپی کے لئے ہنسی مذاق اور لطیفے جا بجا نظر آتے ہیں۔ نمونتاً ایک ملاحظہ ہو:

قال رجل لصاحب منزلہ : اصلح خشب ھذا السقف فانہ یقرقع
قال: لا تخف انما ھو یسبح ، فقال : اخاف ان تدرکہ رقۃ فیسجد

ایسا لگتا ہے کہ یہ کتاب ابوحیان کی زندگی ہی میں بڑی دلچسپی سے پڑھی گئی اور پہلی جلد کے مطالعہ کے بعد ابوحیان کو قارئین کے تبصرے ملے تھے جن کو انھوں نے جلد دوم میں جگہ دی ہے۔ تبصرہ نگاروں نے اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے توحیدی کو لکھا تھا کہ اس کتاب میں کوئی باب بندی (Chapterisation) نہیں ہے۔ مزید برآں اس کتاب میں علم کو جہالت کے ساتھ ملالیا گیا ہے اور فلسفہ کو بیوقوفی کے ساتھ خلط ملط کیا گیا ہے۔ پارسائی کے واقعات کو بدکاری کے واقعات کے درمیان جگہ دی گئی ہے اور یہ کہ لسانی اور نحو کے مسائل کو غیر ضروری طور پر اس کتاب میں جگہ دی گئی ہے اور کہیں کہیں کتاب میں عریانی بھی نظر آتی ہے۔

اخلاق الوزیرین:

ابوحیان کی اس اہم تالیف کو محمد بن تاویت الطنجی نے ایڈٹ کر کے مجمع العلمی العربی دمشق سے ۱۹۶۵ء میں شائع کیا۔ اس کا مخطوطہ قسطنطنیہ کے کتب خانہ میں پایا گیا جو غالباً دنیا میں اس کا واحد مخطوطہ ہے۔

اس کتاب کی وجہ تالیف وہ سلوک ہے جو توحیدی کے ساتھ تین بوبہی عہدہ داروں ابوالفضل ابن العمید، ابوالفتح ابن العمید اور صاحب بن عباد کے ہاتھوں روا رکھا گیا۔ اس تالیف

حیدی نے ان وزرا کی زندگیوں کے تاریک گوشوں کو بڑی جرأت کے ساتھ پیش
ہے اور معاصر علما و فضلا کے تائیدی بیانات سے اپنی پوزیشن مضبوط کی ہے۔
اپنی تنقید کے جواز کے لئے توحیدی نے آغاز ہی میں غیبت کے موضوع پر بحث
ہے اور لکھا ہے کہ منافق کو بے نقاب کرنا غیبت اور چغل خوری نہیں ہے[۵۳]۔ توحیدی
جس ماحول میں یہ کتاب لکھی وہ ماحول بالکل مخالفانہ تھا۔ بے جا خوشامد اور چاپلوسی
اری" علما و ادبا کی فطرتِ ثانیہ بن گئی تھی۔ اگر توحیدی اس ماحول میں اپنے آپ کو
تے تو شاید وہ کوئی بڑے سے بڑا منصب بھی حاصل کر لیتے مگر ان کے زندہ ضمیر
نہیں بے جا خوشامد کی اجازت نہیں دی جس کا نتیجہ توحیدی کی وہ حالت تھی جس
موں نے زندگی بھر مقابلہ کیا۔

ان وزرا کے خلاف توحیدی نے نہ صرف اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے بلکہ معاصر
سیاسی اور ادبی شخصیات کے خیالات کو بھی پیش کیا ہے۔ ابن عباد کے بارے
زعفرانی کی یہ رائے نقل کی ہے کہ وہ بد باطن، اپنے احباب تک کے بے وفا
بوعہ رذائل تھے[۵۴]۔ اسی طرح المسیبی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ ابن عباد کا
ن گمراہی اور اندرون جہالت ہے[۵۵]۔ وہ علما و ادبا سے ہمیشہ ناامن رہتے
۔ اسی طرح ابن عباد کے استاد ابن فارس کی یہ رائے بھی نقل کی ہے کہ ابن عباد
ی خدا اور دشمنِ علما ہیں[۵۶]۔

ابوالفضل ابن العمید کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ وہ بردباری کا مظاہرہ تو کرتے
گر وہ اصلاً بڑے ظالم ہیں۔ وہ ایک عالم و فاضل کے روپ میں اپنے آپ کو پیش
۔ ہیں مگر علم و فضل سے کورے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ بڑے بہادر ہیں مگر
حقیقت بزدل ہیں۔ اپنے آپ کو منطق کا ماہر سمجھتے ہیں مگر اس سے بالکل خالی ہیں[۵۷]۔
پ ان سے کسی مدد کی امید کریں گے تو آپ کو ناامید کریں گے اور اگر آپ ان کی

Accession Number
....86056

بدلی کا ٹکڑا بن گئے تو وہ آپ کا خون چوس لیں گے۔[59]

توحیدی نے ان لوگوں کی صرف خامیاں ہی بے نقاب نہیں کی ہیں بلکہ اگر خوبی بھی نظر آئی تو اس کو بھی بے کم و کاست بیان کیا ہے۔ ابوالفضل کے بارے میں الہروی کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ ایک اچھے سکریٹری، عمدہ انشا نگار اور ایک بہترین حافظہ کے مالک ہیں۔ غزل میں عمدہ شعر کہتے ہیں۔[59] ابوالفتح ابن العمید کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ ایک ذہین، جوان، متحرک اور اپنے والد سے بہتر شاعر ہونے کے باوجود وہ کم عمری کی وجہ سے وہ سب کچھ نہ دکھا سکے جس کی ان میں صلاحیت تھی۔[60]

آخر میں توحیدی نے قارئین سے اپیل کی ہے کہ وہ اس کتاب کا تفصیلی مطالعہ کریں اور ان کا جو بھی فیصلہ ہوگا وہ منظور ہوگا۔[61]

توحیدی کے معاصر سیاسی زعماء اور ان کے سرکاری ادباء نے اس کتاب کے خلاف ایسا ہوّا کھڑا کیا کہ بعد کے ترجمہ نگاروں نے اس کتاب کو شجر ممنوعہ قرار دیا اور توہمات کی ایک ناقابل یقین اور غیر معقول فضا قائم کی گئی کہ اکثر مصنفین نے اس کا تذکرہ کرنا تک باعث نحوست سمجھا۔ پڑھنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یاقوت الحموی پہلے ترجمہ نگار ہیں جنھوں نے اس کتاب کے اقتباسات معجم الادباء میں نقل کئے ہیں۔ ابن خلکان جیسے عالم و فاضل بھی وہم و تعصب اور سنی سنائی باتوں کے شکار ہوگئے ہیں اور لکھا ہے کہ یہ اُن کتابوں میں سے ایک ہے کہ جو آدمی اسے اپنے پاس رکھے گا اس پر مصیبت آتی ہے۔ مجھے خود بھی اس کا تجربہ ہوا ہے اور اُن کو بھی ہوا ہے جن پر مجھے اعتماد ہے۔[62]

ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ایک کتاب کیسے مصیبت لاسکتی ہے؟ کیا یہ وزراء جن کے بارے میں توحیدی نے لکھا ہے نعوذ باللہ پیغمبر تھے کہ جن پر کسی بھی قسم کی تنقید یا لب کشائی کفر ہے۔ مان لیا کہ خود ابوحیان توحیدی کا مزاج ایک حد تک اس ناکامی کا ذمہ دار ہے

جو ان وزراء کے دربارں میں ان کو ہوتی مگر یہ وزراء بھی مکمل طور پر بری الذمہ قرار نہیں دیئے جا سکتے۔ یہ بات بھی تسلیم ہے کہ ان وزراء نے علم وادب کی سرپرستی کی ہے مگر کیا اس سے وہ بشری کمزوریوں سے منزہ ہو گئے۔ ابوحیان نے ان پر لکھتے وقت نہ صرف اپنے خیالات کو پیش کیا ہے بلکہ معاصر علماء و ادباء کی آراء کو بھی شامل کیا ہے جو ان وزراء کو بخوبی جانتے تھے اور جن کے مراسم بھی ان کے ساتھ تھے۔ لہٰذا ان خیالات کو یکسر کیسے نظر انداز کیا جا سکتا ہے ؟

الإشارات الالٰهیہ :

اس کتاب کا پورا نام "الإشارات الالٰهیہ والانفاس الروحانیہ" ہے۔ کتاب دو جلدوں میں تھی۔ جلد اول کو ڈاکٹر عبدالرحمٰن بدوی نے دریافت کرکے ۱۹۵۷ء میں شائع کیا۔ اس کا مخطوطہ ظاہریہ لائبریری دمشق میں پایا گیا جو دنیا میں اس کتاب کا واحد نسخہ ہے۔ اس کا اختصار عبدالقادر بن محمد نے کیا ہے جس کا مخطوطہ برلن لائبریری میں موجود ہے۔

ڈاکٹر بدوی کا خیال ہے کہ وہ آدمی جس کے ساتھ توحیدی مراسلت کرتے نظر آتے ہیں، جاننا مشکل ہے اور غالبًا وہ توحیدی کے تخیل کی پیداوار ہے مگر کتاب کے بعض جملوں کو پڑھ کر ڈاکٹر بدوی کی رائے صحیح نہیں معلوم ہوتی۔ مثلاً ایک جگہ ابوحیان لکھتے ہیں:

وصل کتابك ..... وصلك الله بالخیر وجعلك من أهله .....

تسألنی فیه عن حالی کتبت الیکم یا احباب قلبی

یا احبابی ! اذا قرأتم کتابی۔ فتفضلوا علیّ بجوابی، فلعلی اداوی بکتابکم ما بقی۔

لگتا ہے کہ یہ کتاب توحیدی نے بڑھاپے میں لکھی ہے اور اس کا مقصد تزکیۂ نفس

ہے۔ لہٰذا اس کا ہر صفحہ اور ہر سطر ایسے وعظ و نصائح سے پر ہے جس میں ایمان و عقد اور شکستہ دل کے ساتھ اللہ کے حضور گڑگڑانے کی تلقین کی گئی ہے۔ ابوحیان انسانی شعور سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں آیات اور مہربانیوں پر غور کرے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کے ساتھ روا رکھی ہیں چنانچہ کہتے ہیں:

أيها المبتدع بالقدرة الالهية والخلق المصطنع بالمشيئة الربانيه والانسان لمخوف بنعمة الملكيه تأمل مواقع ايانة فيك واستنطق شواهد آثاره عليك ...... وانظر باى فضل فضلك ومن اى حال خلقك والى اى درجة رقاك وبأى رتبة حلاك وباى سر ناجاك .... ومن اى شر وقاك[٦٣]

ابوحیان تلقین کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی پر توکل یا اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ استمداد صرف اسی سے کرنا چاہیے کیوں کہ اس ذات کے بغیر دنیا کی کوئی طاقت ہماری دستگیری نہیں کر سکتی۔ کہتے ہیں:

یاھذا! لامستقبل لك الا بالله، ولا عودٌ لك الا الى الله ولا توكل لك الا على الله ولا خير لك الا من الله ولا نجاة لك الا بالله ولا منعم عليك الا الله[٦٤]

توحیدی کے نزدیک معیارِ فضیلت انسان کے اخلاق و فضائل اور عادات و اطوار ہیں۔ دھن دولت کوئی معیارِ شرافت اور قدر و منزلت نہیں ہے۔ توحیدی کی نظروں میں دولت کو معیارِ فضیلت قرار دینے والے ظالم ہیں۔ ملاحظہ ہو یہ اقتباس:

واذا فضلت انسانًا على انسان فلم لا تفضله بالفضائل والأخلاق والعادات والافعال ولكن تفضله بالدراهم والدنانير والثياب والضياع إنك إذًا لمن الظالمين لأنك قد جهلت الفاضل[٦٥]

کتاب کا باستیعاب مطالعہ کرنے کے بعد احساس ہوتا ہے کہ ایسا انسان زندیق نہیں ہو سکتا۔ کتاب کا ورق ورق خوفِ خدا، ایمان باللہ کے جذبات سے روشن ہے۔

الهوامل والشوامل:

یہ کتاب احمد امین اور احمد السقر نے ایڈٹ کر کے قاہرہ سے ۱۹۵۱ء میں شائع کی ہے۔ اصل میں یہ کتاب ان سوالات و جوابات پر مشتمل ہے جو ابوحیان اور ابوعلی مسکویہ کے درمیان ہوئے ہیں۔ سوالات توحیدی نے بھیجے تھے اور جوابات مسکویہ نے دئے ہیں۔ توحیدی نے ادب، فلسفہ، سیاست، زبان، تصوف، سماج، سائنس، مابعد الطبعیات کے مسائل پر سوالات کئے ہیں۔ یہ سوالات کئی سو ہیں جو مختلف اوقات میں توحیدی نے مسکویہ کو لکھ کر بھیجے تھے۔ ان سوالات کے جواب مسکویہ نے بڑی شرح وبسط کے ساتھ لکھ کر بھیجا تھا۔ کتاب کے مطالعہ سے توحیدی اور مسکویہ دونوں کے علم وفضل مرتبہ کا احساس ہوتا ہے۔

المقابسات:

یہ کتاب ۱۳۰۵ھ اور ۱۳۰۶ھ میں مرزا محمد الشیرازی نے بمبئی سے شائع کی ہے بعد ازاں اس کا ایک اور ایڈیشن حسن السندوبی نے ۱۹۲۹ء میں شائع کیا مگر ڈاکٹر ابراہیم کیلانی کے بقول دونوں ایڈیشن ناقص ہیں۔

کتاب میں چھوٹے بڑے ایک سو چھ مقابسات ہیں۔ مقابسات ان تقریروں کا نام ہے جو مختلف اوقات پر ان محفلوں میں کی جاتی تھیں جیا تو وزیر ابن سعدان کے یہاں لگتی تھیں یا وراقوں کے بازار میں یا مشہور منطقی ابوسلیمان المنطقی کے کسی شاگرد کے گھر میں منعقد کی جاتی تھیں۔ ان محفلوں کی صدارت یحییٰ بن عدی اور ابوسلیمان المنطقی السجستانی کرتے تھے۔ ان محفلوں کے شرکاء فلاسفہ، اطباء، ریاضی داں، ماہرین فلکیات، نحوی، مورخ، شعراء، ادباء، مذہبی علماء اور دیگر دانشور لوگ ہوتے تھے۔ ان محفلوں

میں ہر مذہب و خیال کے لوگ شرکت کرتے تھے اور بحث و مباحثہ کے ذریعہ سے اپنی علمی پیاس بجھا دیتے۔ طلبانِ علم اپنی ڈائریاں کھولتے اور صدر محفل کے جوابات نوٹ کرتے۔ اختلافِ رائے کی صورت میں صدر محفل کی رائے پر کسی بھی علمی مسئلہ کا فیصلہ ہوتا۔

"المقابسات" تاریخِ فلسفہ کے طلبار کے لئے بہت ہی مفید کتاب ہے۔ الحریری نے بھی اپنے مقامات میں اس کتاب سے اخذ و استفادہ کیا ہے[۹۹]

"المقابسات" میں روح، عقل، زمان و مکان، زندگی بعد موت، نحو اور یونانی منطق سے اس کا تعلق، تزکیہ نفس، خیر و شر، فضائل و رذائل، نثر و نظم اور بلاغت وغیرہ پر مفید بحثیں ملتی ہیں۔

کتاب میں الفاظ کا کھیل ضرورت سے زیادہ کھیلا گیا ہے اس لئے عام قاری اس سے استفادہ نہیں کر سکتے مگر بعض علمار کا خیال ہے کہ یہی ابہام اور گہرائی ان جیسے موضوعات کے لئے ضروری تھی کیونکہ فلاسفہ و حکما، رمز و کنایات ہی میں بات کرنا پسند کرتے ہیں۔

توحیدی کے کچھ اور مطبوعہ رسالے یہ ہیں:

۱۔ رسالۃ فی علم الکتابہ
۲۔ رسالۃ الحیوان
۳۔ رسالۃ الامامہ المعروفۃ بروایۃ سقیفہ۔
۴۔ المناظرہ بین ابی سعید السیرافی و متی بن یونس القنائی۔
۵۔ کتاب النوادر۔

توحیدی کے ترجمہ نگاروں نے توحیدی کی جن [illegible] کا ذکر کیا ہے وہ ابھی تک منظر عام پر نہیں آئیں اچھا ہو اللہ [illegible] کے [illegible]

کہا جا سکتا ہے وہ یہ ہیں :

۱۔ تقریظ الجاحظ ۲۔ رسالۃ الحسنین الی الاوطان
۳۔ المحاضرات والمناظرات ۴۔ الاقناع
۵۔ التذکرۃ التوحیدیہ
۶۔ کتاب الحج العقلی اذا ضاق الفضاء عن الحج الشرعی
۷۔ کتاب الزلفۃ ۸۔ ریاض العارفین
۹۔ رسالۃ فی اخبار الصوفیہ ۱۰۔ الرسالۃ البغدادیہ
۱۱۔ رسالۃ الی ابی الفضل ابی العمید
۱۲۔ کتاب الرد علی ابن جنی فی شعر المتنبی
۱۳۔ رسالۃ لابی بکر الطالقانی ۱۴۔ الرسالۃ الصوفیہ
۱۵۔ الرسالۃ فی ضلالات الفقہاء فی المناظرہ ۔

حوالے :

۱۔ یاقوت الحموی : معجم الادباء : قاہرہ ۱۲۹۹ھ، جلد ۱۵، ص ۵ ۔
۲۔ عبدالرزاق محی الدین : ابوحیان التوحیدی بحوالہ جنید الشیرازی، قاہرہ ۱۹۴۹ء ص ۱۔
۳۔ معجم الادباء، جلد ۱۵، ص ۵ ۔
۴۔ سبکی : طبقات الشافعیہ الکبریٰ، مصر، جلد ۴، ص ۲ ۔
۵۔ کرد علی : امراء البیان، قاہرہ ۱۹۳۷ء / جلد ۱، ص ۱۹۲۔
۶۔ ابوحیان التوحیدی : الامتاع والمؤانسہ، قاہرہ ۱۹۵۳ء، جلد ۱، ص ۷۰۔
۷۔ ابوحیان التوحیدی : المقابسات، قاہرہ ۱۹۲۹ء، ص ۳۱۔
۸۔ الامتاع والمؤانسہ، جلد ۳، ص ۱۶۱ ۔

۹۔ ایضاً جلد ۱، ص ۹۔

۱۰۔ مقابسات ، ص ۱۵۴۔

۱۱۔ الثعالبی : یتیمۃ الدہر، قاہرہ، جلد ۳، ص ۲۸۰۔

۱۲۔ التوحیدی : اخلاق الوزیرین ، دمشق ۱۹۶۵ء ، ص ۲۲۰۔

۱۳۔ معجم الادباء ، جلد ۱۵، ص ۹۔

۱۴۔ التوحیدی : الصداقۃ والصدیق، قسطنطنیہ ، ۱۳۰۱ھ، ص ۲۸

۱۵۔ ابن خلکان : وفیات الاعیان، قاہرہ ۱۹۴۸ء، ج ۲ ، ص ۸۲۔

۱۶۔ الامتاع ، ج ۱ ، ص ۱۸۔

۱۷۔ ایضاً ، ج ۱ ، ص ۲۲۳

۱۸۔ ایضاً ، ص ۲۹۶

۱۹۔ ایضاً ، جلد ۱ ، ص ۱۲

۲۰۔ ایضاً ، ج ۳، ص ۲۲۱ ، ج ۱ ، ص ۶۶

۲۱۔ معجم ، ج ۱۵ ، ص ۱۶۔

۲۲۔ السیوطی : بغیۃ الوعاۃ ، ص ۳۴۹۔

۲۳۔ طبقات ، ج ۴ ، ص ۲، العسقلانی، لسان المیزان ، حیدرآباد ۱۳۳۱ھ، ج ۶، ص ۳۴۰۔

۲۴۔ ایضاً

۲۵۔ طبقات ، ج ۴ ، ص ۳۔

۲۶۔ ایضاً، ج ۴ ، ص ۲ ۔

۲۷۔ ایضاً ص ۲۔۳ ، لسان ، ج ۶ ، ص ۳۶۹ ۔

۲۸۔ معجم ، ج ۱۵ ، ص ۵ ۔

۲۹۔ لسان ، ج ۶ ، ص ۶۳۔ ۳۶۱ ۔